مقدّمہ

ملّتِ اسلامیہ

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ جو جماعت اسلامی نظامِ خلافت کا دعویٰ لے کر اٹھتی ہے وہ خود کن صفات سے متصف ہونی چاہیے؟ اس کی وضاحت سورۂ شوریٰ کی مندرجہ ذیل آیات میں ملتی ہے جو مکّی دور کے آخر میں نازل ہوئیں۔ ارشاد باری ہے:۔

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ (۴۲ / ۳۹-۳۶)

اور جو خدا کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو:۔

(۱) ایمان لائے (یعنی اللہ، اس کے رسول اور یوم حساب پر)

(۲) اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

(۳) بڑے گناہوں اور بےحیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔

(۴) جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں (آپس میں ایک دوسرے کو)

(۵) اپنے رب کا فرمان قبول کرتے ہیں۔

(۶) نماز قائم کرتے ہیں۔

(۷) اپنے معاملات باہمی مشورہ سے[1] طے کرتے ہیں (جس میں امیر کا انتخاب بھی شامل ہے)

---

[1] مندرجہ بالا آیات میں باہمی مشورت کی اہمیت تو اس بات سے ہی واضح ہو جاتی ہے کہ اس سورت کا نام ہی "شوریٰ" رکھا گیا ہے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ "امرھم شوریٰ بینھم" کے الفاظ اقاموا الصلوٰۃ اور وممارزقنھم ینفقون کے درمیان ہیں۔ تو کیا جس طرح آج کل "مشاورت" کے پہلوؤں پر غور کیا جا رہا ہے ہمارے سیاسی رہنماؤں کو کبھی یہ توفیق بھی نصیب ہوئی کہ وہ نماز اور زکوٰۃ کے جملہ پہلوؤں پر غور فرما کر ان پر عمل پیرا ہونے کی بھی تلقین فرمائیں۔

(۸) جو مال ہم نے انھیں دیا اس میں خرچ کرتے ہیں (زکوٰۃ اور اس کے علاوہ بھی)

(۹) جب ان پر ظلم و تعدی ہو تو (مناسب طریقے سے) بدلہ لیتے ہیں (اغیار سے)

جب تک کسی امیر کو ایسی صفات کی حامل جماعت میسر نہ آئے، اسلامی انقلاب نہیں لایا جا سکتا۔ حتیٰ کہ ایک نبیؑ جو اسلامی انقلاب لانے کے لیے اللہ کی طرف سے مأمور ہوتا ہے ایسی جماعت کے بغیر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا نبیؑ ایسے اوصاف کی حامل جماعت خود تیار کرتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی مہربانی سے ایسی جماعت میسر آگئی تو ایسا انقلاب بپا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولو العزم پیغمبر کو جب ایسے اوصاف کی حامل جماعت مہیا نہ ہو سکی تو انقلاب بپا نہ ہو سکا۔ اور ان کی قوم مدتوں بھٹکتی پھری۔

اس کے بعد اس جماعت میں وہ لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں جو بعد میں اسلام قبول کریں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان میں مضبوط ہوں، نماز قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں بموجب ارشاد باری تعالیٰ:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (۹/۱۱)

پھر اگر توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمھارے دینی بھائی ہیں۔

یعنی تین باتیں (ایمان، نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی) ہیں جو کسی فرد کو ایک اسلامی مملکت میں شہریت کے حقوق عطا کرتی ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویوتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ (مسلم، کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس)

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں۔ یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیں۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اگر وہ یہ شرائط تسلیم کر لیں تو ان کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی الا یہ کہ وہ اسلام کے کسی حق کے تحت وہ اس حفاظت سے محروم کر دیئے جائیں رہا ان کے باطن کا حساب تو وہ اللہ کے ذمہ ہے۔

وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان شہری پر اللہ کا سب سے پہلا حق نماز ہے اور دوسرے مسلمانوں کا حق زکوٰۃ ہے نماز کے متعلق تو واضح الفاظ میں حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

من ترك الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر (متفق علیہ)

جس نے عمداً نماز چھوڑی، اس نے کفر کیا۔

اور زکوٰۃ کی عدم ادائیگی بھی دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتی ہے جس کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نامساعد حالات کے باوجود مانعین زکوٰۃ کے خلاف لشکر کشی کی تھی۔

ملی وحدت

ایسے اوصاف سے متصف جماعت بھی صرف اسی صورت میں مثبت نتائج پیدا کر سکتی ہے جب کہ یہ خوب منظم ہو۔ اتحاد کو ہر قیمت پر برقرار رکھے اور انتشار سے محفوظ رہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (۳/۱۰۳)

اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔

ملی وحدت تین عناصر سے عبارت ہے، جماعت۔ امیر اور فرد۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

لا اسلام الا بالجماعۃ، ولا جماعۃ الا بالامیر، ولا امیر الا بالسمع والطاعۃ۔

ترجمہ: جماعت کے بغیر اسلام کی سربلندی ناممکن ہے اور امیر کے بغیر جماعت متحد نہیں رہ سکتی اور امیر کی امارت اس وقت تک بار آور نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہر شخص اس کا حکم سن کر اس کی بات نہ مانے۔

اب اس ملی وحدت کو برقرار رکھنے کے لیے ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے:۔

ملت اسلامیہ کا خلیفہ ایک ہی شخص ہو سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا بویع الخلیفتین فاقتلوا الاخر منھما (مسلم، کتاب الامارۃ والقضاء)

ترجمہ: جب دو خلیفوں کی بیعت ہونے لگے تو بعد والے کو قتل کر دو۔

اور فقہائے امت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ اگر ایک ہی وقت (بغیر تقدیم و تاخیر) دو خلیفوں کا انتخاب واقع ہو تو دونوں کا انتخاب کالعدم قرار پائے گا اور نئے سرے سے خلیفہ کا انتخاب ہو گا۔

امیر کی اطاعت اور جماعت سے وابستگی

ارشاد باری ہے:۔
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (۵۹)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔

"اولی الامر" سے خلیفہ کے علاوہ وہ دوسرے تمام حکام بھی مراد ہیں جو شوریٰ انتظامیہ یا عدلیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ملی وحدت سے متعلق اب ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے:۔

۱ - عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصیٰ امیری فقد عصانی (بخاری۔ کتاب الاحکام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے مقرر کیے ہوئے حاکم کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے گویا میری نافرمانی کی۔

۲ - عن عبد اللہ بن عمر یقول کنا نبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ یقول لنا فیما استطعتم (مسلم۔ کتاب الامارۃ باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ۔ بخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم سننے اور فرمانبرداری کرنے کی شرط پر بیعت کرتے تھے۔ آپ ہمیں کہتے: اپنی استطاعت کے مطابق (یا مقدور بھر تمہیں سمع وطاعت لازم ہے)

۳ - عن عرفجۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ (مسلم۔ کتاب الامارۃ والقضاء)

ترجمہ: عرفجہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے اگر تمہارے معاملات کسی ایک شخص پر اکٹھے ہوں پھر کوئی شخص تمہاری قوت کو توڑنے یا تمہاری جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے تو اسے قتل کر دو۔

۴ - عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج من الطاعۃ

وفارق الجماعة ثم مات، مات ميتة جاهلية (مسلم، كتاب الامارة)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی امیر کی اطاعت سے نکلا اور جماعت سے الگ ہوا، پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

امیر اگر نسل کے لحاظ سے کہتر یا شکل کے لحاظ سے بدصورت ہو تو بھی اس کی اطاعت بدستور واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۵۔ ان اُمِّرَ علیکم عبد مجدّع یقودکم بکتٰبِ اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا (مسلم۔ ایضا)

ترجمہ: اگر تم پر نکٹا غلام بھی امیر بنا دیا جائے تو جب تک وہ تمہیں اللہ کے احکام کے مطابق چلاتا ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

ایسے امیر کے احکام کی ہر حال میں — تنگی یا آسانی، وہ احکام رعایا کو پسند ہو یا ناپسند — اطاعت واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۶۔ السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیة واذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (متفق علیہ) (بخاری کتاب الاحکام)

"ہر مسلمان پر سننا اور طاعت کرنا لازم ہے خواہ وہ حکم اسے پسند ہو یا ناپسند جب تک کہ وہ گناہ کا حکم نہیں دیتا۔ اور اگر وہ گناہ کا حکم دے تو پھر نہ اس کی بات سنو نہ اطاعت کرو۔"

اور عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ:۔

۷۔ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعة فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ (متفق علیہ) (بخاری کتاب الاحکام)

"ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سننے اور اطاعت کرنے کی شرط پر بیعت کی خواہ اس میں تنگی ہو یا آسانی، خوشی کی صورت ہو یا ناخوشی کی (ہر حال میں اطاعت امیر فرض ہے)"

اگر امام بداعمال ہو جائے تو بھی اس کی اطاعت لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۸۔ یکون علیکم اُمراءُ تعرفون وتنکرون فمن انکر فقد برئ ومن کرہ فقد سلم ولکن من رضی وتابع، قالوا افلا نقاتلھم؟ قال: لا، ما صلّوا" ای من کرہ بقلبہ وانکر بقلبہ (مسلم۔ ایضاً)

"تم پر ایسے امیر ہوں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور برے بھی تو جس نے انکار کیا (کھل کر ان کی برائی بیان کی) وہ بری ہوا اور جس نے (دل سے) برا جانا وہ محفوظ رہا مگر جو شخص راضی ہو گیا اور ان کے پیچھے چل پڑا (وہی قابل مواخذہ ہے) صحابہؓ نے عرض کیا "کیا ہم ایسے امیروں سے جنگ نہ کریں؟ فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے ہیں۔"
یعنی جس شخص نے دل سے مکروہ سمجھا اور انکار کیا۔

اگر امیر اپنے حقوق تو رعایا سے پورے وصول کرے لیکن رعایا کے حقوق پورے نہ کرے تو بھی اس کی اطاعت لازم ہے۔ وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ سلمہ بن یزید جعفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:۔

۹- یا نبی اللہ! ارایت ان قامت علینا امراء یسئلونا حقھم ویمنعونا حقنا فما تامرنا قال اسمعوا و اطیعوا فانما علیھم ما حُمِّلُوا وعلیکم ما حملتم (مسلم۔ ایضاً)

"اے اللہ کے نبیؐ! اگر ہم پر ایسے امیر مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق تو مانگیں لیکن ہمیں ہمارا حق نہ دیں تو ایسی صورت میں ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا:
"ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ ان کی ذمہ داری کا وبال ان پر ہے اور تمہاری ذمہ داری (سمع و طاعت) کا تم پر۔"
نیز فرمایا:۔

۱۰- من رأی من امیرہ شیئاً یکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد یُفَارِقُ الجماعۃ شبراً فیموت الافات میتۃً جاھلیۃ (متفق علیہ) (بخاری۔ کتاب الاحکام)

"جو شخص اپنے امیر میں ناپسندیدہ فعل دیکھے تو چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ جو کوئی جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا اور مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"
نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

۱۱- عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاھلیۃ ومن قاتل تحت رایۃ عمیۃ یغضبُ العصبیۃ او یدعوا الی عصبیۃ او ینصر عصبۃ فقُتِل فقتلۃٌ جاھلیۃ (مسلم کتاب الامارۃ باب ملازمۃ جماعۃ المسلمین)

"حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- جو شخص امیر کی اطاعت سے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوا - پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جو شخص کسی اندھے نشان کے تحت لڑائی کرے - تعصب کے لیے غصہ دلائے یا تعصب کے لیے بلائے، یا تعصب کے لیے مدد کرے پھر قتل کیا جائے تو وہ بھی جاہلیت کی موت مرا۔"

امام چونکہ مقتدر اعلیٰ ہستی نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف قرآن وسنت کے احکام کے نفاذ پر مامور ہوتا ہے لہٰذا اس کی اطاعت اسی حد تک واجب ہے جب تک کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق ہو اور اگر مخالف ہو تو اس کی اطاعت قطعاً واجب نہیں ہے - ارشاد نبوی ہے :-

۱۲- لا طاعة فی معصیة انما الطاعة فی المعروف (متفق علیہ)

"خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں - اطاعت صرف بھلائی کے کاموں میں ہے -"

اسی مضمون کی دوسری حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :-

۱۳- لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (شرح السنة)

"اللہ کی نافرمانی کا معاملہ ہو تو کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔"

اس ایک بات کے علاوہ امیر کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے -

ملی وحدت کی اہمیت

ماحصل یہ ہے کہ امیر کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے - وہ غلام ہو، بدصورت ہو، کہتر ذات کا ہو، خود فاسق ہو - رعایا کے حقوق پورے نہ کرتا ہو، سب کچھ گوارا ہے مگر ملی وحدت میں تشتت وانتشار کسی قیمت پر گوارا نہیں ہے - ہاں اگر لوگوں کو قرآن وسنت کے خلاف حکم دے تو گویا امارت کا مقصد ہی فوت ہو گیا اور ایسی حکومت اسلامی حکومت ہی نہیں رہتی اس صورت میں اس کی کوئی اطاعت نہیں - اس صورت میں وہی شوریٰ جس نے اسے منتخب کیا اس کے معزول کرنے کا بھی حق رکھتی ہے -

ملت اسلامیہ کے لیے امام کے بغیر ایک لمحہ بھی گزارنا ناقابل برداشت ہے - وفات النبی کے بعد اسی دن جب انصار نے خلافت کا قصہ شروع کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ اور دوسرے اکابر صحابہؓ کو فوری طور پر ادھر توجہ مبذول کرنا پڑی جب کہ ابھی تجہیز وتکفین کا کام باقی تھا - حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات سے پہلے ہی حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا - حضرت عمرؓ نے چھ رکنی کمیٹی بنائی اور ساتھ ہی یہ تاکید فرمائی کہ تین دن کے اندر اندر خلیفہ کا انتخاب لازمی ہوگا -